87815 - بیوی اور خاندان پر حرص رکھتے ہوئے والدہ کو اپنے پاس نہ آنے سے روک دینا

سوال

میرا ایک بھائی یورپی ممالک میں رہتا ہے اس کی عمر پینتالیس برس اور وہ ایک غیر ملکی لڑکی سے شادی شدہ ہے اس کے دو بچے بھی ہیں، مشکل یہ ہے کہ میری والدہ کے سفر کے کاغذات اور رہائش پرمٹ بنانے سے انکار کر رہا ہے، کیونکہ جب والدہ اس کے پاس ایک ماہ گزارنے جاتی ہے تو وہ نو ماہ تک رہتی ہے، اور اپنی اولاد اور خاوند سے دور رہتی ہے، جب اس نے والدہ کو اپنے گھر اور خاوند کے پاس جانے کا کہتا ہے تو وہ اسے بیوی اور بچوں کے سامنے ہی گالیاں دینے لگ جاتی ہے، اور جب وہ اپنے ملک واپس آگئی تو اب دوبارہ اس کا ویزہ نکلوانے سے انکار کر رہا ہے کہ وہاں آکر والدہ مشکلات سے دوچار کرتی ہے، خاص کر والدہ بہت تعصب مزاج والی ہے اور چھوٹے سے سبب کی باعث بھڑک اٹھتی ہے جس کی بنا پر وہ نشہ آور اشیاء استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے، اس کا سوال ہے کہ آیا والدہ کو اپنے پاس نہ آنے دینا کہیں گناہ و قطع تعلقی تو نہیں ؟

پسندیدہ جواب

اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی کتاب
عزیز قرآن مجید میں والدین کے ساتھ نیکی و حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی والدین کی خدمت بجا لانے اور انہیں خوش رکھنے اور
ان کی سعادت و خوشبختی کا باعث بننے پر ابھارا ہے، اور اس میں ہر قسم کا مباح اور
موجود وسیلہ استعمال کرنا چاہیے، اور ہر فرصت و موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان کے ساتھ
حسن سلوک کرنا چاہیے.

والدین کے ساتھ حسن سلوک میں سب سے
افضل و بہتر یہ ہے کہ والدین کی ازدواجی زندگی کی کامیابی کی حرص رکھی جائے اور ان
دونوں کے مابین محبت و مودت اور حسن معاشرت کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ سمجھدار اور
نیک بیٹے والدین کے مابین وہ محبت و مودت قریب کر سکتے ہیں جو کوئی اور نہیں کر
سکتا، اور وہ ہر اس سبب اور وجہ سے درگزر کا سبب بن سکتے ہیں جو خاندانی زندگی کے
خراب ہونے کا باعث ہو.

میرے خیال میں تو آپ کا بھائی چاہتا
ہے کہ والدہ اپنی اولاد اور خاوند کے ساتھ رہے اور یہ بیٹے کے حکیم ہونے کی دلیل ہے
خاص کر جب والدہ کے زیادہ مدت غائب رہنے سے بچوں اور خاندان پر برا اثر پڑتا ہے،
اور اکثر یہی ہوتا ہے.

لیکن اسے چاہیے کہ وہ اس تعارض کو
اچھے اسلوب سے ختم کرے اور اس میں کوئی اچھا طریقہ اختیار کرے کہ والدہ کا اپنے
بچوں اور خاوند کے ساتھ رہنا اور والدہ کی اس کے ہاں آنے کی رغبت میں جو تعارض ہے
وہ بھی ختم ہو جائے.

ان شاء اللہ اس مشکل کو حل کرنے کے
لیے کوئی حل اور سوچ ضرور مل سکتی ہے، اگر تو والدہ کے ویزہ کے ایک ماہ کی تحدید
کرنا ممکن ہو تو یہ بہتر ہے، اور جب مہینہ ختم ہو جائے تو والدہ سے معذرت کرتے ہوئے
کہے کہ اب ویزہ ختم ہو گیا ہے آپ واپس چلی جائیں.

اور اس سے بھی اچھا اور بہتر یہ ہے
کہ اگر اس کے اپنے پورے خاندان یعنی بہن بھائیوں اور والدین سب کے لیے ویزہ نکلوا
سکے تو بہتر ہے تاکہ والدہ ان کے ساتھ ہی ہو.

اور اگر وہ والدہ کو اچھے طریقہ سے
نصیحت کر سکتا ہو اور صراحت سے کہے کہ خاوند کی اطاعت اور اس کی خدمت کرنا واجب ہے،
خاص کر جب خاوند ہر وقت اس کے جانے پر موافق نہ ہو تو وہ اس کو سمجھانے کی کوشش
کرے، اور اس میں اسے کوئی شرم اور اکتاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہیے.

اور اگر اس میں والدہ اس نافرمان بھی
کہے، یا پھر کہے کہ وہ اپنے پاس آنا پسند نہیں کرتا، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی تو
اس کے دل کے حال کو جانتا اور اس کی نیت کی پہچانتا، اور حقیقت حال سے باخبر ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

**.{جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا
رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ تو رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے}**..بنی
اسرائیل (25).

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت
میں تفسیر میں کہتے ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

.{ربكم}.

اے لوگوں تمہارا رب تم سے زیادہ
جانتا ہے.

.{أعلم}. تم سے زیادہ جانتا ہے.

.{بما في قلوبكم}.

جو تمہارے دلوں میں اپنے والدین کی
تعظیم ہے اوران کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی عزت ہے، اوراس میں جونافرمانی اوران
کے حقوق کی کمی کا اعتقاد وغیرہ جو تمہارے سینوں میں چھپا ہے اس پر کوئی مخفی نہیں،
وہ اللہ سبحانہ وتعالی اس حسن سلوک پر تمہیں بہتر بدلہ دے گا، اور برائی کی سزا،
اس لیے تم اپنے سینوں میں کوئی بری بات مت چھپاؤ اوران کے ساتھ نافرمانی کا اعتقاد
مت رکھو.

اور فرمان باری تعالی:

.{إن تكونوا صالحين}.

اگر تم نیک وصالح ہو: یہاں اللہ
تعالی یہ کہہ رہا ہے کہ اگر تم والدین کے متعلق نیت اچھی کرلو اور اللہ نے ان کے
ساتھ جو حسن سلوک اور نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرتے ہوئے اسے تسلیم کرو
اوران کے حقوق کا خیال رکھو، بعد اس کے کہ تم سے یہ غلطی ہوگئی یا تم پر جو واجب
تھا اس میں قدم پھسل گیا تو جو آپ پر واجب تھا اس کو پورا کرنے کے بعد اگر کوئی
غلطی ہوگئی اور تم توبہ کرلو تو اللہ تعالی بخشنے والا ہے.

دیکھیں: تفسیر الطبری (321/17–
322).

اس آیت کریمہ میں آپ کے بھائی کے سچی
دعوت پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے دل اور نیت کو صاف رکھے، تاکہ اس کا اپنی والدہ کے
لیے ویزہ اور زیارت سے عذر پیش کرنا والدہ کے گھر اور خاندان کی اصلاح کا باعث ہو

اور والدہ اپنے بچوں میں رہے اور خاوند کی نافرمانی اور بغیر اجازت کے بغیر سفر کرنے
کا جو گناہ اسے ہوتا ہے اس میں معاون نہ بنے.

لیکن اگر اس کا باعث اور حقیقی سبب
والدہ سے کراہت اور اپنے پاس نہ آنے کی رغبت رکھنا اور اپنے ہاں ٹھرنے نہ دینا اور
عدم خدمت ہو تو پھر اس حالت میں وہ گنہگار ہوگا، اور معصیت و نافرمانی کا مرتکب
ٹھرے گا اور والدین کی نافرمانی جیسے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے گا، کیونکہ اولاد پر
والدین کا سب سے عظیم حق یہ ہے کہ جب والدین بڑی عمر کے اور بوڑھے ہو جائیں تو ان
کی عزت و توقیر کی جائے اور ان کی خدمت بجا لائی جائے.

بھائی کو چاہیے کہ اگر وہ والدہ کے
لیے مناسب طریقہ سے ویزٹ پر اختیار نہیں رکھتا تو پھر وہ اس کے عوض میں خود والدہ
کی زیارت کے لیے جب ممکن ہو جائے، اور لمبی مدت تک والدہ سے غائب مت رہے، پھر اسے
کوشش کرنی چاہیے کہ والدہ کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرے اور والدہ کو تحفے وغیرہ
بھیجا کرے.

دوم:

آپ نے جو ذکر کیا ہے کہ بھائی نشہ
آور اشیاء استعمال کرنے لگتا ہے:

اگر تو آپ کی مراد وہ گولیاں ہیں جو
پریشانی اور غصہ کی حالت میں استعمال کی جاتی ہیں: ان میں اصل یہی ہے کہ یہ گولیاں
استعمال کرنی جائز نہیں، کیونکہ اس میں نشہ آور مادہ پایا جاتا ہے جو شریعت نے حرام
کیا ہے.

لیکن اگر وہ بقدر ضرورت اور کسی ماہر
اور تجربہ کار ڈاکٹر کے نسخہ کے مطابق استعمال کرتا ہے تو اس کے استعمال کرنی جائز
ہیں لیکن اسے ڈاکٹر کی نگرانی میں استعمال کرنی چاہییں کیونکہ یہ ضرورت کی بنا پر
ہے اور ضرورت کو ضرورت تک محدود رکھا جائے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل
سوال کیا گیا:

خواب آور گولیاں یا جیسے سکون آور
گولیاں کہا جاتا ہے استعمال کرنے کا حکم کیا ہے، آیا یہ نشہ آور اشیاء میں شامل ہوتی
ہیں یا نہیں، اور کیا اگر ڈاکٹر اس کی ہدایت کرے تو استعمال کرنی جائز ہونگی ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

بغیر ضرورت ان گولیوں کا استعمال
جائز نہیں، اور اس میں بھی شرط یہ ہے کہ کوئی ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹر اجازت دے؛
کیونکہ یہ خطرناک گولیاں ہیں، اور اس کا دماغ پر اثر پڑتا ہے جب کوئی انسان استعمال
کرے تو اس وقت اس کے لیے سکون کا باعث بنتی ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں جو نقصان اور
ضرر ہوتا ہے وہ اس سے زیادہ ہے، اس لیے اہم یہ ہے کہ صرف ضرورت کے وقت استعمال جائز
ہے، اور شرط یہ ہے کہ یہ کسی ماہر ڈاکٹر کی نگرانی میں استعمال کی جائیں"

کیسٹ فتاوی نور علی الدرب سائڈ (A)
کیسٹ نمبر (82).

لیکن اگر یہ گولیاں جسم سستی و سکون
پیدا کریں تو ان کا حکم نشہ آور اشیاء کا حکم ہوگا.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے درج
ذیل سوال کیا گیا :

جسم میں سکون پیدا کرنے والی ادویات
جو اعصابی علاج کے استعمال کی جاتی ہیں اور جسم فتور پیدا کرنے والی قسم میں رکھی
جاتی ہے استعمال کرنے کا حکم کیا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا :

اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء کے
ساتھ علاج کرنا جائز نہیں، اور فتور پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال حرام کیا گیا
ہے"

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث
العلمیۃ والافتاء (32/25).

لیکن اگر آپ کا مقصد (اللہ نہ کرے ایسا ہو) نشہ آور اشیاء ہوں جو شہوانی اور نشئی افراد استعمال کرتے ہیں تو یہ عظیم معصیت و نافرمانی ہے، آپ کے لیے بھائی کو نصیحت کرنا ضروری ہے کہ وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرے، اور اس کے متعلق تجربہ کار اور ماہر ڈاکٹر سے رابطہ کرے جو اس کے علاج کی نگرانی کرتے ہیں.

اس مواد کی حرمت اور اس میں جو نقصانات پائے جاتے ہیں اس کا تفصیلی بیان ہماری اسی ویب سائٹ کے سوال نمبر (
66227) اور (
32466) اور (
6540) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کے بھائی کی حفاظت فرمائے اور ہدایت نصیب فرمائے.

واللہ اعلم.